چوری کی مذمت

مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی محمد احتشام قادری

 https: //www.facebook. com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: چوری کی مذمّت

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی، مفتی محمد احتشام قادری

عددِ صفحات: ۱۴

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

00971559421541:

00923458090612 :

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء

چوری کی مذمّت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

چوری کسے کہتے ہیں؟

برادرانِ اسلام! خفیہ اور پوشیدہ طَور پر کسی دوسرے کی چیز لے لینا چوری ہے[1]۔ چوری ربّ تعالی کی ناراضگی اور عذابِ الٰہی کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے، دینِ اسلام چوری سے روکتا ہے، اور دوسروں کے جان ومال اور عزّت وآبرُو کی حفاظت کا درس دیتا ہے، خالقِ کائنات جَلّ جلالُہ نے چوری سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ﴾[2] "اے نبی! جب آپ کے حضور مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو حاضر

(١) انظر: "الهداية شرح بداية المبتدي" كتاب السَّرقة، الجزء ٢، صـ٤٠٧.
(٢) پ٢٨، الممتحنة: ١٢.

ہوں، کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں گی، اور نہ چوری کریں گی نہ بدکاری، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضعِ ولادت میں اُٹھائیں، اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی، تو اُن سے بیعت لیجیے اور اللہ تعالی سے ان کی مغفرت چاہو!"۔

چوری کرنا مال ناحق کھانا ہے

عزیزانِ محترم! چوری کرنا مال ناحق کھانا ہے، قرآنِ حکیم میں اِیمان والوں کو دوسروں کا مال ناحق کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[1] "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالِ ناحق مَت کھاؤ"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[2] "اور آپس میں ایک دوسرے کا مالِ ناحق نہ کھاؤ"۔

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں باطل طَور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا، چاہے لُوٹ کر، یا چھین کر، یا چوری سے، یا جُوئے سے، یا حرام تماشوں، یا حرام کاموں، یا حرام چیزوں کے بدلے، یا رشوت، یا جھوٹی گواہی، یا چُغلخوری سے، یہ سب ممنوع وحرام ہے"[3]۔

ناپ تول میں کمی بھی چوری کی ایک قسم ہے

حضراتِ گرامی قدر! ناپ تول میں کمی بھی چوری کی ہی ایک قسم (Type) ہے، قرآنِ کریم میں ایسوں کے لیے سخت وعید بیان ہوئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

---

(۱) پ۵، النساء: ۲۹.
(۲) پ۲، البقرة: ۱۸۸.
(۳) "تفسیر خزائن العرفان" البقرة، زیرِ آیت:۱۸۸، صـ۶۰۔

﴿ وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۖ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ﴾[۱] "کم تولنے والوں کے لیے ہلاکت ہے، کہ وہ جب اَوروں سے ماپ لیں تو پورا لیں، اور جب انہیں ماپ دیں تو کم کر دیں"۔

حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی (ہلاکت ہے)، دنیا میں لوگوں کی گالیاں کھاتا ہے، اس کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے، کم تولنے سے تجارت کا فروغ نہیں ہوتا، رزق میں بے برکتی ہوتی ہے۔ آخرت میں اس کا یہ گناہ مُعاف نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس نے بندے کا حق مارا ہے، نیز حرام رزق سے دل سیاہ، خیالات خراب اور نیک اعمال برباد ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کم تولنے والا تاجر "چور اور ڈاکو" سے بدتر ہے؛ کیونکہ یہ ترازُو کے ذریعہ سے چوری کرتا ہے، گویا کہ یہ شریف بدمُعاش ہے، اور کھلے مجرِم سے چُھپا مجرِم زیادہ خطرناک ہے! حالانکہ رب عزوجل نے ترازُو عدل کے لیے اُتاری تھی۔ (جبکہ بعض لوگ تولتے وقت) باٹ کم رکھتے ہیں، یا اس طرح کہ کم تولتے ہیں، یعنی ڈنڈی مارتے ہیں، یا اس طرح کہ ترازُو میں پاسَنگ[۲] (Equipoise) رکھتے ہیں، نچلے پلڑے میں چیز، اُوپر والے میں باٹ رکھتے ہیں، یہ آیت سب کو شامل ہے"[۳]۔

چوری گناہِ کبیرہ ہے

جانِ برادر! پرایا مال اجازت کے بغیر لینا چوری اور گناہِ کبیرہ ہے، اور حدیث شریف میں اس سے ممانعت فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا صفوان بن عسّال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

(۱) پ ۳۰، المطفّفين: ۱-۳.

(۲) وہ پتھر یا کوئی اور چیز، جو ترازو کے پلڑوں کو برابر کرنے کے لیے رکھی جاتی ہے۔

(۳) "تفسیر نور العرفان" المطففین، زیرِ آیات: ۱- ۳، ص۹۳۸،۹۳۷۔

روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «وَلَا تَسْرِقُوا»[1] "چوری مت کرو!"۔

اَحکامِ شریعت کی پامالی

عزیزانِ مَن! چور جب چوری کرتا ہے تو وہ اللہ ورسول کو ناراض کرتا ہے، اور دینِ اسلام کی حُدود پامال کرتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِه، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ»[2] "جب کسی نے (زِنا، چوری یا شراب نوشی میں سے کوئی کام) کیا، تو یقیناً اس نے اسلام کا پٹا اپنی گردن سے اُتار دیا، پھر اگر اس نے توبہ کرلی تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالے گا" لہذا ہمیں ہر اُس کام سے بچنا ہے جس سے اللہ ورسول ناراض ہوں، اور شریعت کے اَحکام پامال ہوں!۔

چوری کرنا نورِ ایمان کے سَلب ہونے کا باعث ہے

میرے محترم بھائیو! چوری کرنا نورِ ایمان کے سَلب ہونے کا باعث ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ»[3] "کوئی زانی ایمان کی حالت میں زِنا نہیں کرتا، اور کوئی چور حالتِ ایمان میں چوری نہیں کرتا"۔

حضرتِ سیّدُنا مسرُوق رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "جو شخص چوری، یا شراب نوشی، یازِناکاری میں مبتلا ہوکر مرتا ہے، اُس پر دو ۲ سانپ مقرّر کردیے جاتے ہیں،

---

(١) "سنن الترمذي" باب: ومن سورة بني إسرائيل، ر: ٣١٤٤، صـ٧٠٩.

(٢) "سُنن النَّسائي" كِتاب قَطع السَّارق، ر: ٤٨٨٢، الجزء ٨، صـ٦٧.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الحُدود، ر: ٦٧٨٢، صـ١١٦٩.

جو اُس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں"[1]۔

چوری کرنے والا کامل مؤمن نہیں رہتا

حضراتِ ذی وقار! چوری کرنے والا کامل مؤمن نہیں رہتا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت، حضور نبئ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ، وَهُوَ مُؤْمِنٌ»[2] "چور جس وقت چوری کرتا ہے اُس وقت (کامل) مومن نہیں رہتا!"۔

بخشش ومغفرت میں رُکاوٹ کا باعث

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! چوری انسان کی بخشش ومغفرت میں رُکاوٹ کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عوف بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِيَّاكَ وَالذُّنُوبَ الَّتِي لَا تُغْفَرُ: الْغُلُولُ؛ فَمَنْ غَلَّ شَيْئاً أَتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَأَكْلُ الرِّبَا؛ فَمَنْ أَكَلَ الرِّبَا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُوناً يَتَخَبَّطُ»[3] "ایسے گناہوں سے بچو جن پر مُعافی نہیں دی جائے گی: (۱) ڈکیتی اور لُوٹ مار؛ کہ جس نے کوئی چیز چوری کی، قیامت کے دن اُسے وہ چیز لانی پڑے گی! (۲) اور سُود کھانا؛ کہ جس نے سُود کھایا وہ قیامت کے دن مجنون (پاگل) بن کر اٹھے گا!"۔

چوری رحمتِ الٰہی سے دُوری کا باعث ہے

برادرانِ اسلام! چوری اللہ تعالی کی رحمت سے دُوری کا باعث ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، سرورِ کونین صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ»[4]

---

(١) "شرح الصُدور" الباب ٣٤ في عذاب القبر، صـ١٦٨.

(٢) "صحيح مسلم" كِتاب الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان ...إلخ، ر: ٢٠٢، صـ٤٥.

(٣) "مجمع الزوائد" كتاب البُيوع، باب في التجّار ...إلخ، ر: ٦٥٨٨، ٤/ ١٥٠.

(٤) "صحيح مسلم" كتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ر: ٤٤٠٨، صـ٧٤٨.

"اللہ تعالیٰ نے چوری کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے" یعنی اللہ کی رحمت سے دُور!۔

پڑوسی کے گھر چوری کرنے کا گناہ

عزیزانِ محترم! چوری کرنا حرام ہے، چاہے پڑوسی کے گھر کی جائے یا کسی اَور جگہ، لیکن پڑوسی کے گھر چوری کرنا، دیگر گھروں میں چوری کرنے سے زیادہ سخت ترَہے! اور حدیثِ پاک میں اس کی بڑی مذمّت بیان ہوئی ہے، حضرت سیّدنا مِقداد بن اسوَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا: «مَا تَقُولُونَ فِي السَّرِقَةِ؟» "تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا ہے، لہٰذا یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَبْيَاتٍ، أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَارِهِ»[1] "کسی شخص کا اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنا، دیگر دس ۱۰ گھروں میں چوری کرنے کی نسبت زیادہ بُرا اور بڑا گناہ ہے۔

چوری کا انجام

حضراتِ گرامی قدر! چوری کبیرہ گناہ اور شریعتِ اسلامیہ کو سخت ناپسند ہے، اور اس کا انجام دنیا وآخرت میں ذِلّت ورُسوائی کے سوا کچھ نہیں، چوری کے سبب چور پر لوگوں کا اعتماد اور بھروسا ختم ہو جاتا ہے، دس ۱۰ درہمِ شرعی (۲۶۵،۹۲ ملی گرام) یا اس سے زائد چوری کرنے پر (جبکہ گواہوں یا خود چور کے اِقرار سے چوری ثابت ہو جائے تو) حاکمِ وقت چور پر شرعی حد جاری کرے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ

---

(۱) "مُسند الإمام أحمد" بقيّة حديث المقداد بن الأسود رضي الله تعالى عنه، ر: ۲۳۹۱۵، ۹/ ۲۲۶، ۲۲۷.

﴿عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ﴾[1] "جو مَرد یا عورت چور ہو تواُن کے ہاتھ کاٹو! اُن کے کیے کا بدلہ اللہ تعالی کی طرف سے سزا! اور اللہ تعالی غالب حکمت والا ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "چور وہ ہے جو محفوظ مال، محفوظ جگہ سے، چُھپ کر لے لے"[2]۔ چوری چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ، بہرحال لوگوں کی حق تلفی، گناہ اور رب العالمین کی ناراضگی کا سبب ہے، لہٰذا چوری کے بجائے محنت ومشقّت سے کسبِ حلال کا راستہ اپنانا چاہیے، اسی میں عظمت بھی ہے اور اجرِ عظیم بھی!۔

جس کے ہاں چوری ہو وہ صبر کرے

حضراتِ محترم! جس کا مال وغیرہ چوری ہو جائے، اُسے چاہیے کہ اس مصیبت پر صبر وتحمّل کا دامن تھامے رکھے؛ کہ اللہ تعالی اسے اُس کا اچھا بدل عطا فرمائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ﴾[3] "یقیناً اللہ تعالی صابروں کے ساتھ ہے"۔

اور صبر کا اجر وثواب بے حساب ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَهُمۡ بِغَيۡرِ حِسَابٍ﴾[4] "یقیناً صابروں ہی کو اُن کا ثواب بھرپور، بے گنتی دیا جائے گا"۔ لہٰذا چوری یا کوئی دوسری مصیبت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، صبر کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں، اور اللہ تعالی سے نعم البدل (بہتر متبادِل) کی اُمید رکھیں!۔

---

(١) پ٦، المآئدة: ٣٨.

(٢) "تفسیر نور العرفان" پ٦، المائدہ، زیرِ آیت: ٣٨، صـ١٨٠۔

(٣) پ٢، البقرة: ١٥٣.

(٤) پ٢٣، الزُّمر: ١٠.

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں صدر الاَفاضل علامہ سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا، سوائے صبر کرنے والوں کے؛ کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مَروی[1] ہے کہ اصحابِ مصیبت وبلا حاضر کیے جائیں گے، نہ ان کے لیے میزان قائم کی جائے، نہ ان کے لیے دفتر کھولے جائیں، ان پر اجر وثواب کی بے حساب بارش ہوگی، یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر، آرزُو کریں گے کہ کاش وہ اہلِ مصیبت میں سے ہوتے، اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گیے ہوتے؛ کہ آج یہ صبر کا اَجر پاتے!"[2]۔

چوری کا مال خریدنا گناہ ہے

عزیزانِ مَن! آج کل بڑے شہروں میں بعض علاقے "چور بازار" کے نام سے معروف ہیں، جہاں چوری کا مال سرِعام خریدا اور بیچا جاتا ہے، ایسا کرنا گناہ اور فعلِ حرام پر چور کی مُعاوَنت اور حَوصلہ افزائی ہے، حدیثِ پاک میں چوری کا مال خریدنے کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے، بلکہ خریدار کو اس گناہ میں برابر کا شریک قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنِ اشْتَرَى سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ، فَقَدِ اشْتَرَكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا»[3] "جس نے جانتے بُوجھتے چوری کا مال خریدا، وہ اُس کے عیب اور گناہ میں شریک ہے!"۔

---

(١) "المعجم الكبير" أبو العشاء جابر بن زيد عن ابن عباس، ر:١٢٨٢٩، ١٢/ ١٤١.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ٢٣، الزمر، زیرِ آیت:١٠، ص٨٢٩۔

(٣) "شعب الإيمان" باب في قبض اليد عن الأموال المحرَّمة، ر: ٥٥٠١، ٤/ ١٩٢٥.

امام اہل سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "فتاوی رضویہ" میں چوری کے مال سے متعلق فرماتے ہیں کہ "چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے، بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے، مثلاً کوئی جاہل شخص کہ اُس کے مُورثین بھی جاہل تھے، کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے، اور اپنی ملک بتائے، اس کے خریدنے کی اجازت نہیں، اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ، تو خریداری جائز ہے، پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے، بلکہ مالک کو دیا جائے، اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو، اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو"[1]۔

لہذا تھوڑی سی بچت کے چکر میں چوری کا مال ہرگز نہ خریدیں، اور جو لوگ چوروں سے مال خرید کر بازار میں فروخت کرتے ہیں، انہیں بھی چاہیے کہ سستے مال کے چکر میں مالِ حرام نہ خریدیں، اور نہ ہی اس کا کاروبار کریں، ورنہ یاد رکھیے! آپ رزقِ حرام کما اور کھا رہے ہیں، جبکہ اللہ تعالی نے قرآنِ حکیم میں ہمیں حلال کمانے اور حلال کھانے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾[2] "اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال وپاکیزہ ہے، اور شیطان کے نقشِ قدم پر مَت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے!"۔

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ»[3] "(اے لوگو!) اللہ سے ڈرو! اور اچھے طریقے سے روزی حاصل کرو، جو حلال ہے اُسے لے لو، اور جو حرام ہے اُسے چھوڑ دو"۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب البیوع، باب البیع الفاسد والباطل، ۱۲/۴۷۳۔
(۲) پ۲، البقرة: ١٦٨.
(۳) "سنن ابن ماجه" كتاب التجارة، باب الاقتصاد في طلب المعيشة، ر: ٢١٤٤، صـ٣٦١.

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ»[1] "سب سے پاکیزہ کمائی وہ ہے جسے آدمی اپنی محنت سے کما کر کھائے"۔ لہٰذا حصولِ رزق کے لیے صِرف اور صِرف جائز کام اپنائیں، حرام وناجائز سے ہمیشہ بچتے رہیں، اور چوری کے مال کی ہرگز خرید وفروخت نہ کریں!۔

چوری کے مال سے صدقہ وخیرات کرنا

میرے محترم بھائیو! بعض لوگ دوسروں کا مال چوری کرکے، یا مالِ ناحق ضبط کرکے خُوب صدقہ وخیرات کرتے ہیں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرتے ہیں، اپنی دانست اور سمجھ کے مطابق وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ چوری کرکے، یا مالِ ناحق ضبط کرکے، اسے ثواب کی غرض سے صدقہ وخیرات کرنا حرام وگناہ ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «وَمَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَاماً، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ، وَكَانَ إِصْرُهُ عَلَيْهِ»[2] "جس نے حرام مال جمع کیا، پھر اُسے صدقہ کیا، اس کے لیے اس میں کوئی اَجر نہیں، اور اس کا بوجھ (یعنی گناہ) اسی پر ہوگا"۔

اسی طرح ایک اَور روایت میں ہے کہ مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ»[3] "اللہ عَزَّ وَجَلَّ حرام کمائی سے صدقہ قبول نہیں فرماتا"۔

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب البيوع، باب الحث على الكسب، ر: ٤٤٥٦، الجزء ٧، صـ٢٥٥.

(٢) "مُستدرَك الحاكم" كِتاب الزكاة، ر: ١٤٤٠، ٢/ ٥٥٥.

(٣) "سنن النَّسائي" كتاب الزكاة، باب الصدقة من غلول، ر: ٢٥٢٠، الجزء ٥، صـ٥٨.

جرائم میں اِضافے کی وُجوہ

حضراتِ ذی وقار! چوری چکاری، شراب نوشی، خودکشی اور قتل وغارتگری کے واقعات بڑھنے کی متعدّد وُجوہ ہیں، اُن میں سے ایک بڑی اور اہم وجہ مہنگائی اور بیروزگاری بھی ہے، جب کسی شخص کو کوشش اور اہلیت کے باوُجود مناسب روزگار نہیں ملتا، یاضروریاتِ زندگی کی اشیاء اس کی قوّتِ خرید اور پہنچ سے دُور ہوجاتی ہیں، اور وہ اپنے اہل وعِیال کے خرچے اور ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہوجاتا ہے، توشیطان اُسے چوری چکاری، جُوابازی، شراب نوشی، خودکشی اور قتل وغارتگری جیسے گناہوں اور جرائم کی طرف لے جاتا ہے، لہٰذا اس کی روک تھام کے لیے ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ آبادی کے تناسُب سے ہر سال زیادہ سے زیادہ روزگار کے مَواقع فراہم کریں؛ تاکہ نوجوان نسل کو مہنگائی اور بیروزگاری کے باعث جرائم کی دنیا میں قدم رکھنے سے بچایا جاسکے!۔

شریعتِ اسلامیہ میں چوری کے بارے میں حکم

برادرانِ اسلام! چوری کرنا اسلامی تعلیمات کے سَراسر خلاف ہے، شرعی حکم کے مطابق چور سے اگر چوری کیا ہوا سامان مل جائے، تو جس کا ہے اُسے واپس لَوٹانا ہوگا، ہر قسم کی چوری پر ہر کسی کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے، جس چوری میں کسی بندے کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں، اس کی مقدار وحال بیان کرتے ہوئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "جب عاقل وبالغ مَرد یا عورت، دس ۱۰ درہمِ شرعی (۲۶۵ء۹۲ ملی گرام) یا اس سے زیادہ قیمت کی کوئی چیز، چُھپ کر بغیر کسی شبہ وتاویل کے، ایسی محفوظ جگہ سے چُرائے جس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو، اس پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے"[1]۔ اور یہ منصب صرف حاکمِ وقت کا ہے، کسی اَور کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ

(۱) انظر: "الهداية" كتاب السَّرقة، الجزء ۲، صـ۴۰۷.

وہ لوگوں پر حُدود قائم کرتا پھرے...!!!۔

میرے محترم بھائیو! چوری ثابت ہونے پر چور سے کسی قسم کی نرمی نہیں برتی جاتی، نہ اس کے حق میں کسی کی سفارش قبول کی جاتی ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، کہ فتحِ مکّہ کے موقع پر بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی، قریش سخت پریشان ہوئے کہ اس بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کون بات کرے گا؟ اتفاق اس بات پر ہوا کہ سِوائے اُسامہ بن زَید کے کوئی جرأت نہیں کر سکتا، یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے محبوب ہیں، حضرت سیّدنا اُسامہ بن زَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سفارشی بنا کر حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا گیا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ الله؟!» "کیا تم اللہ کی حُدود کے بارے میں کسی کی سفارش کرتے ہو؟!" پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ الله لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا»[1] "تم سے پہلے والے اسی لیے ہلاک ہوئے، کہ جب اُن میں کوئی بااثر شخص چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے، اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پر حد قائم کرتے، خدا کی قسم! اگر محمدِ عربی کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹتا!"۔

لہٰذا ہمیں دیگر گناہوں کے ساتھ ساتھ چوری سے بھی بچتے رہنا چاہیے، اور جو لوگ اس حرام کام میں ملوّث ہیں، انہیں چاہیے کہ فی الفور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور سچی توبہ کریں، اور اپنے لیے کوئی جائز و حلال ذریعۂ روزگار تلاش کریں!۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب أحاديث الأنبياء، ر: ٣٤٧٥، صـ٥٨٦.

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعِیال کو بھی چوری کی وعیدیں سنا کر، اور اس کی برائیاں بیان کر کے، انہیں اس گناہ سے بچانا ہماری ذمّہ داری ہے، اس کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[1] "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا!"۔

علمائے کرام بچوں کو چوری وغیرہ گناہوں سے بچانے، اور ان کی درست تربیت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھا کرلے آئے، اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو، اس پر سب گھر والے ناراض ہوجائیں اور بچے کو شرم دلائیں، اور جہاں سے وہ چیز لایا اسے وہیں رکھنے کی تاکید کریں، چوری سے نفرت دلانے کے لیے اس کا ہاتھ دُھلائیں، کان پکڑوا کر اس سے توبہ کرائیں؛ تاکہ بچوں کے ذہن میں اچھی طرح یہ بات راسخ جائے، کہ بلا اجازت پرائی چیز لینا چوری اور بہت ہی بُرا کام ہے، بچوں کو نیک لوگوں کے واقعات سنائیں، اگر وہ کوئی کام چُھپ کر کریں، تو ان کی روک ٹوک کریں اور بتائیں کہ یہ عادت اچھی نہیں"[2] اس طرح ہم اپنی اولاد کو چوری وغیرہ برائیوں سے بچانے میں کامیاب ہوجائیں گے، ان شاء اللہ!۔

---

(۱) المرجع نفسه، كتاب الأحكام، ر: ٧١٣٨، صـ١٢٢٩.

(۲) "جنّتی زیور" اولاد کی پرورش کا طریقہ، ۹۱، ملتقطاً۔

دعا

اے اللہ! ہمیں چوری جیسے گناہ سے محفوظ ومامون فرما، کسی کا مال ناحق ضبط کرنے سے بچا، رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرما، اسلامی تعلیمات کی رَوشنی میں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کی سعادت عطا فرما، فرائض وواجبات کا پابند بنا، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اور دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.